قربانی کے احکام ومسائل

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

ذوالحجه کے ذي شان ایام :

ذوالحجہ کے پہلے دس دن انتہائی بابرکت اور حرمت والے ہیں، ان ایام کے نیک اعمال دوسرے دنوں کے اعمالِ صالحہ پر ایک گوناں فضیلت رکھتے ہیں۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان ایام کے اعمال صالحہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں، عرض کیا، دوسرے دنوں میں کیا جانے والا جہاد بھی ان سے افضل نہیں؟ فرمایا، نہیں، ہاں! اگر کوئی آدمی اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلے اور کچھ واپس نہ آئے۔''

(صحيح البخاري : ٩٦٩، سنن أبي داؤد : ٢٤٣٨، سنن الترمذي : ٧٥٧، سنن ابن ماجه : ١٧٢٧)

② سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ کا) روزہ گزشتہ اور آئندہ دونوں سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(صحيح مسلم : ١١٦٢)

تنبيه :

یہ روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ نو ذوالحجہ کو عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اسے یوم عرفہ کا روزہ کہہ دیا گیا۔ واللہ اعلم

ان مبارک دنوں میں نفلی نماز، نفلی روزوں، صدقہ وخیرات، ذکر واذکار، تکبیر وتہلیل اور دیگر نیک اعمال کا اہتمام مولائے رحمٰن ورحیم کی بے پایاں رحمت اور لامتناہی مغفرت کا باعث ہے۔

ان دنوں میں کیے جانے والے مبارک اعمال میں سے ایک عالی مرتبت و ذی شان عمل ''قربانی'' بھی ہے، جو اسلام کا با کمال اور ممتاز شعار ہے۔

قربانی

دس ذوالحجہ کا سورج پیغامِ مسرت لے کر مسکراہٹوں کی کرنیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوا، دو رکعت نماز کی ادائیگی اور خطبہ عید سننے کے بعد فرزندانِ توحید گھروں کو پہنچے، جانور کی لگام تھامی، عاجزی و فروتنی اور اطاعت و فرمانبرداری کے جذبات سے سرشار ہو کر ''بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' کا نعرہ لگایا اور گردن پر چھری چلا کے سنت کو دوام بخشا، اس عمل کی بنیاد خورد ونوش اور ریا کاری نہیں، بلکہ شعارِ اسلام کے ساتھ لگاؤ اور گہری محبت کا نتیجہ ہے۔

قرباني کا حکم :

ایامِ قربانی میں رضائے الٰہی کے لیے مخصوص شرائط کے حامل جانوروں کا خون بہانا اسلامی شعار اور عظیم عبادت ہے، جسے قربانی کہا جاتا ہے، یہ سنت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''استطاعت وقدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہوں کے قریب نہ پھٹکے۔''

(مسند أحمد : ٢ /٣٢١، سنن ابن ماجه : ٣١٢٣، واللّفظ له، المستدرك للحاكم : ٢/٣٩٠، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کی سند کو امامِ حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس کا راوی عبداللہ بن عیاش قتبانی جمہور ائمہ کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حديثه في عداد الحسن. (سير أعلام النّبلاء : ٧/٣٣٤)

واضح رہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے اس خدشہ کے پیشِ نظر قربانی ترک

کرنا ثابت ہے کہ کہیں لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں۔

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ٩/٢٦٥، وسندهٗ صحیحٌ)

سیدنا ابو مسعود بدری انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لقد هممت أن أدع الأضحية وأني لمن ايسركم بها ، مخافة أن يحسب أنها حتمٌ واجبٌ۔

''میں اس ڈر سے قربانی ترک کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، کہ اسے واجب نہ سمجھ لیا جائے، حالانکہ میں آپ سے زیادہ آسانی کے ساتھ قربانی کرسکتا ہوں۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ٩/٢٦٥، وسندهٗ صحیحٌ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (السّنن الکبریٰ للبیهقي : ٩/٢٦٥، وسندهٗ صحیحٌ) اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (المحلّٰی لابن حزم : ٧/٣٥٨، وسندهٗ صحیحٌ) قربانی کے وجوب کے قائل نہیں تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''یہ سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحیح البخاري : ٢/٨٣٢ تعليقا، تغليق التعليق لابن حجر؛ ٥/٣، وسندهٗ صحیحٌ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

سید الفقہاء امامِ بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔

جانور کی عمر :

قربانی کے جانور کا دوندا ہونا شرط ہے، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تذبحوا الا مسنّة الا أن يّعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضّان۔

''دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کر لیں۔''

(صحيح مسلم : ۱۵۵/۲، ح : ۱۹٦۳)

حافظ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں؛

''اربابِ علم ''مُسِـــنَّةٌ'' دوندے اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ کو کہتے ہیں، نیز اس حدیث میں وضاحت ہے کہ بھیڑ کے علاوہ جنس کا ''جَذَعَةٌ'' بطور قربانی جائز نہیں، بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ اس پر اجماع ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : ۱۵۵/۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

ثَنِيًّا فَصَاعِدًا وَاسْتَسْمِنْ فَإِنْ أَكَلْتَ أَكَلْتَ طَيِّبًا وَإِنْ أَطْعَمْتَ أَطْعَمْتَ طَيِّبًا .

''قربانی کا جانور دوندا یا اس سے بڑا ہو، اسے خوب فربہ کیجئے! اچھا کھائیں، اچھا کھلائیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ۲۷۳/۹، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

وقد أجمع أهل العلم أن لا يجزئ الجذع من المعز ، وقالوا : انّما يجزئ الجذع من الضّأن۔

''اہلِ علم کا ''اجماع'' ہے کہ بکری کی جنس کا ''جذعہ'' قربانی میں کفایت نہیں کرتا، جبکہ بھیڑ کی جنس کا ''جَذَعَۃٌ'' کفایت کرتا ہے۔'' (سنن الترمذي، تحت حديث : ۱۵۰۸)

یاد رہے کہ ''جَـــذَعَةٌ'' کی عمر میں اختلاف ہے، جمہور ایک سال کے قائل ہیں اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے، حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والجذع من الضّأن ما لهٗ سنةٌ تامّة ، هذا هو الأصحّ عند أصحابنا ، وهو الأشهر عند أهل اللّغة وغيرهم ۔

''بھیڑ کی جنس کا ''جَذَعَةٌ''، مکمل ایک سال کا ہوتا ہے، یہی ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ترین ہے اور اہلِ لغت کے ہاں مشہور ہے۔'' (شرح صحيح مسلم : ۱۵۵/۲)

اس حدیث میں مذکورہ حکم عام ہے اور ہر جانور کو شامل ہے، وہ بکری کی جنس ہو یا بھیڑ کی، گائے کی جنس ہو یا اونٹ کی، سب کا دوندا ہونا ضروری ہے، وہ صحیح احادیث جن میں بھیڑ کے ''جَذَعَةٌ'' کی قربانی کا جواز ہے، وہ تنگی پر محمول ہیں، یعنی دوندا جانور نہ ملے تو ایک سال کا دنبہ یا بھیڑ ذبح کی جا سکتی ہے، اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تنگی کی دو صورتیں ممکن ہیں؛

① دوندا جانور دستیاب نہ ہونا۔

② قوت خرید سے باہر ہونا۔

تنبيه :

بعض ناعاقبت اندیش جانور دوندا باور کروانے کے لئے سامنے والے دانت توڑ دیتے ہیں، یہ محض دھوکا اور فریب ہے، ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

قرباني ميں شراكت:

بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ صرف ایک آدمی کو کفایت کرتے ہیں، البتہ ایک بکرا یا دنبہ تمام اہلِ خانہ کے لیے کافی ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

① نبیٔ اکرم ﷺ نے دنبے کی قربانی کی اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ ، اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ .

''اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں)، اے اللہ! (یہ قربانی) محمد (ﷺ) آل محمد اور امتِ محمد کی

طرف سے قبول فرما۔'' (صحیح مسلم: ۲/۱۵٦، ح: ۱۹٦۷)

حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایک دنبہ تمام اہلِ خانہ کی طرف سے ذبح کیا جا سکتا ہے، سب کی طرف سے قربانی ادا ہو جائے گی۔

منیٰ میں قربانی کرنے والوں کے اہل خانہ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

امت کی طرف سے قربانی کرنا نبیٔ اکرم ﷺ کا خاصہ ہے۔

② سیدنا **ابوایوب انصاری** رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا:

كيف كانت الضّحايا فيكم علٰى عهد رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم؟

''رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں قربانی کیسی تھی۔؟'' فرمایا:

كان الرّجل فى عهد النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم يضحّي بالشّاة عنه وعن أهل بيته فيأكلون و يطعمون ، ثمّ تباهى النّاس فصار كما ترٰى.

''عہدِ نبوی میں ایک بکری کی قربانی تمام اہلِ خانہ کی طرف سے کی جاتی تھی، وہ خود بھی گوشت کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے، بعد ازاں لوگ (قربانی کرنے میں) باہم فخر و مباہات کرنے لگے، حالت آپ کے سامنے ہے۔''

(مؤطّا برواية يحيىٰ: ۲/٤٨٦، سنن الترمذي: ۱۵۰۵، سنن ابن ماجه: ۳۱٤۷ واللّفظ لهٗ ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي: ۹/۲٦٨، وسندهٗ صحيحٌ)

امامِ ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

③ **عبداللہ بن ہشام** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يضحّى بالشّاة الواحدة عن جميع أهله ۔

''رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اہلِ خانہ کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔''

(الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم : ٦٧٩،المستدرك للحاكم : ٤٥٦/٣، ٢٢٩/٤ واللّفظ له ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٨/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

امامِ حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے

یہ روایت صحیح بخاری (7210) میں موقوفا بھی مروی ہے

④ سیدنا ابوسریحہ غفاری حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ؛

''میرے گھر والوں نے مجھے زیادتی پر اکسایا، حالاں کہ مجھے سنت کا علم تھا کہ تمام اہلِ خانہ قربانی کے لیے ایک یا دو بکریوں پر اکتفا کر سکتے ہیں، (اب ایسا کریں) تو پڑوسی کنجوس کہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : ٣١٤٨ واللّفظ لهٗ ، المستدرك للحاكم : ٢٢٨/٤، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٩/٩،المعجم الكبير للطّبراني : ٣٠٥٦، ٣٠٥٧ ، ٣٠٥٨ ، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کی سند کو امامِ حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اونٹ میں شراکت:

اونٹ میں دس حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔

(مسند أحمد : ٢٤٨٨، السنن الكبرىٰ للنسائي : ٤١٢٣، ٤٣٩٢، ٤٤٨٢، سنن الترمذي: ٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٣١، المستدرك للحاكم :٢٣٠/٤،وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (٤٠٠٧) نے ''صحیح'' اور امامِ حاکم رحمہ اللہ نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے؛

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے سال نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی، اونٹ اور گائے سات سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کئے گیئے۔(صحيح مسلم: ٤٢٤/١، ح: ١٣١٨)

اس حدیث کو "ہدی" (منیٰ میں قربانی) پر محمول کریں تو تعارض ختم ہو جاتا ہے، منی کے علاوہ ایک اونٹ کی دس قربانیاں ہو سکتی ہیں۔

بهينس كي قرباني :

تمام اہل لغت کے نزدیک بھینس گائے کی جنس ہے، بھینس کی قربانی پر اجماع ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی سات قربانیاں ہو سکتی ہیں؟ فرمایا:

لا أعرف خِلاف هذا "مجھے اس مسئلہ میں اختلاف معلوم نہیں۔"

(مسائل الامام أحمد واسحاق بن راهويه روايةاسحاق بن منصور الكوسج : 369/2)

جانور کے عیوب:

جانور میں درج ذیل عیوب و نقائص نہ ہوں:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أربع لا تجوز في الأضاحي : العوراء بيّن عورها ، والمريضة بيّن مرضها ، والعرجاء بيّن ظلعها ، والكبير الّتي لا تُنْقى ۔

"چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) لنگڑا اور (۴) شکستہ ولاغر۔"

(مسند أحمد ٤/ ٨٤ ، سنن ابي داؤد : ٢٨٠٢ ، سنن النسائي : ٤٣٧٤ ، الترمذي: ١٤٩٧ ، سنن ابن ماجه : ٣١٤٤ ، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کوامامِ ترمذی، امام ابنِ خزیمہ (۲۹۱۲)، امام ابنِ حبان (۵۹۱۹، ۵۹۲۲)، امام ابن الجارود (٤٨١) اور امامِ حاکم (٤٦٧/١۔٤٦٨) رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

خریداری کے بعد کوئی عیب پیدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان كان أصابها بعد ما اشتريتموها فامضوها وان كان أصابها قبل أن تشتروها فأبدلوها.

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو تو جانور کو بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٨٩/٩ ، وسندهٗ صحيحٌ)

امامِ زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذا اشترى رجل أضحية فمرضت عنده أو عرض لها مرض فهي جائزة ۔

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبدالرّزاق : ٣٨٦/٤ ، ح: ٨١٦١ ، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی کے) جانور کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔

(سنن النّسائي : ٢١٣/٧، ح : ٤٣٨١، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه :٣١٤٣، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی نے ''حسن صحیح''، امام ابنِ خزیمہ (۲۹۱٤) اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ حکم وجوبی نہیں، بلکہ ندب وارشاد پر محمول ہے۔

نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے اور ٹوٹے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔

(سنن ابي داؤد : ۲۸۰۵، سنن النّسائي : ٤٣٨٢، سنن التّرمذي : ۱۵۰۳، سنن ابن ماجه : ۳۱٤٥، وسندهٗ حسنٌ)

امامِ ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو ''حسن صحیح'' کہا ہے، نسائی وغیرہ میں شعبہ نے قتادہ سے بیان کیا ہے۔

یاد رہے کہ نہی تنزیہی ہے، کان اور سینگ میں تھوڑا بہت نقص مضر نہیں۔

تنبیه:

① خصی جانور کی قربانی بالاجماع جائز ہے، خصی ہونا قربانی کے لیے مانع نہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ خصی جانور کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں؛

أرجو أن لا يكون به باسٌ .

''اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(مسائل الامام احمد و اسحاق بن راهويه رواية اسحاق بن منصور الكوسج : 368/2)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۵۴۱۔۶۲۰ھ) بیان کرتے ہیں؛

ولا نعلم فی هذا خلافا .

''اس میں اختلاف معلوم نہیں۔'' (المغنی ٤٧٦/٣، ٤٤٢/٩)

خصی جانور موٹا تازہ ہوتا ہے، اس کا گوشت انتہائی عمدہ اور نفیس ہوتا ہے۔

② پیدائشی طور پر سینگوں کا نہ ہونا قربانی سے مانع نہیں۔

متفرق احکام:

① قربانی کا ارادہ رکھنے والے کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے لے کر قربانی کرنے تک اپنے بال کاٹے نہ ناخن تراشے۔ (صحيح مسلم : ١٦٠/٢، ح : ۱۹۷۷)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (مدینہ میں) قربانی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوائے، فرمایا؛ یہ واجب نہیں۔ (موطّأ امام مالك : ٤٨٣/٢ ، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایام ذی الحجہ میں ایک عورت کو اپنے بچے کے بال کاٹتے دیکھ کر فرمایا؛
''اگر قربانی والے دن تک موخر کر دیتی تو بہتر تھا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ٢٤٦/٤ ، ح : ٧٥٢٠, وسندهٗ حسنٌ)

④ قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے جسم کے فاضل بال (زیر ناف)، سر کے بال اور مونچھیں کاٹ لے، ناخن تراشے، پھر قربانی تک اس سے پرہیز کرے، تو اسے قربانی کا پورا اجر و ثواب ملے گا۔

(مسند أحمد : ١٦٩/٢، سنن أبي داؤد : ٢٧٨٩، سنن النّسائي : ٤٣٦٥، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابنِ حبان (٥٩١٤)، امام حاکم (٢٢٣/٤)، اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

⑤ قربانی کے لیے نصاب زکوٰۃ کی شرط بے بنیاد ہے، ہر مسلمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنی صورتِ حال کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی نصاب زکوۃ کو نہیں پہنچے اس کے باوجود قربانی کرتے۔ ادھار لے کر قربانی کرنے والا اجر کثیر کا مستحق ہوگا۔

⑥ بیک وقت ایک سے زائد قربانیاں کی جا سکتی ہیں۔

⑦ پہلے دن قربانی افضل ہے۔

⑧ بوقت ذبح یہ دعا پڑھنی چاہیے:

بِسْمِ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (صحيح مسلم : ١٩٦٦)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ وَمِنْ أَهْلِيْ.

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! (یہ قربانی) میری طرف سے اور میرے اہل کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحيح مسلم : ١٩٦٧، استدلالًا)

⑨ قربانی کے جانور کا گوشت، سری پائے اور کھال یا چمڑا وغیرہ قصاب کو بطورِ اجرت دینا ممنوع ہے، اجرت اپنی جیب سے دی جائے۔

⑩ قربانی کے گوشت میں مساکین وفقراء کا حق ہے، جو انہیں ملنا چاہیے، مقدار مقرر نہیں، بقیہ گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔(صحيح البخاري : ٥٥٦٩)

⑪ چرمہائے قربانی اور کھالیں کسی حق دار (مسکین محتاج) کو دی جائیں۔

(صحيح البخاري : ١٧١٧، صحيح مسلم : ١٣١٧)

نیز اپنے ذاتی استعمال میں بھی لائی جاسکتی ہیں۔ (صحيح مسلم : ١٩٧١)

⑫ یاد رہے کہ قربانی کے جانور کا کوئی حصہ فروخت کیا جاسکتا ہے نہ اپنی ذاتی خدمت کے عوض کسی کو دیا جاسکتا ہے، کھال فروخت کرنا پڑے تو اس کی قیمت مساکین وفقراء کو دے دی جائے۔

⑬ قربانی کی نیت سے جانور پالا، دوندا نہیں ہوا، وقت سے پہلے مر گیا یا گم ہو گیا تو اس صورت میں اگر اس کی بجائے دوسرا جانور قربان کرنے کی استطاعت ہے تو درست، ورنہ قربانی نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار نہیں۔

⑭ بوقت ذبح بہنے والا خون حرام ہے، حلال جانور کے باقی تمام اعضاء حلال ہیں۔

⑮ میت کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔

⑯ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(صحيح مسلم : ٣٦٠)

